بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۲/ربیع الاوّل کے ہنگامے

ان حروف کا لکھنے والا ایک ضرورت سے ہندوستان کے معروف شہر بمبئی گیا ہوا تھا، ۱۲/ربیع الاول کو بمبئی کے مشہور محلّہ مدن پورہ، مولانا آزاد روڈ کے ایک مکان پر ٹھہرا ہوا تھا، اس نے دیکھا کہ یہاں مسلمانوں کا ایک طبقہ اپنے پیغمبر ﷺ کی ولادت پر عید منا رہا ہے۔ مشہور یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارکہ آج سے تقریباً ڈیڑھ ہزار سال پہلے ۱۲/ربیع الاول کو ہوئی تھی، اس تاریخ میں آپ کی ولادت کا ہونا کوئی تحقیقی اور قطعی بات نہیں ہے، بہت سے محققین نے اس سے اختلاف کیا ہے، لیکن یہاں ہندوستان میں اسی مشکوک اور غیر یقینی تاریخ کو یقینی اور قطعی بنا کر ایک عجیب وغریب عید منائی جاتی ہے، اور اسے نام ''عید میلا دالنبی'' کا دیا جاتا ہے۔ یہ عید ہندوستان و پاکستان کے کے بیشتر شہروں میں منائی جاتی ہے، اور اسے ایک خاص انتہا پسند اور جارحیت زدہ فرقہ کی سرپرستی حاصل ہے۔ بہت سی جگہوں پر اس عید میلا دالنبی کے تماشے سڑک پر نظر آئے، لیکن بمبئی میں جو نقشہ دیکھا، وہ اور کہیں نظر نہ آیا، اس عید میں جو چیز قدر مشترک ہے وہ تو ہر جگہ ایک ہی ہے، یعنی جھنڈوں کے ساتھ سڑکوں پر جلوس نکالنا، لاؤڈ اسپیکر لگا کر نعت خوانی کرنا، شور وغل کرنا، بلند وبانگ نعرے لگانا، سڑکوں کو جام کرنا، راہ چلتے لوگوں کو پریشانی میں ڈالنا، امن وسکون کے ماحول کو پُر خطر اور مخدوش بنانا وغیرہ، لیکن بمبئی میں رنگ ہی کچھ اور تھا۔

بمبئی میں عید میلا دالنبی کا جلوس سڑکوں پر نکالا گیا تھا، اور ٹرک ایک دو نہیں سینکڑوں بلکہ شاید ہزاروں کی تعداد میں رہے ہوں گے۔ ۳/بجے دن سے مولانا آزاد روڈ پر یہ جلوس شروع ہوا، تو دس بجے رات تک مسلسل یہ جلوس چلتا رہا، یکے بعد دیگرے ٹرک نکلتے

رہے، ہر ٹرک الگ الگ انداز سے سجایا گیا تھا، کوئی پھولوں سے آراستہ تھا، کسی کو پھلوں سے سجایا گیا تھا، کسی پر بڑے بڑے بینر لگے ہوئے تھے، الگ الگ جماعتوں، انجمنوں، برادریوں، پیشہ وروں اور محلوں کے الگ الگ ٹرک تھے، ہر ٹرک پر اوباش اور لاخیرے قسم کے نوجوان اور لڑکے ہڑ بونگ مچا رہے تھے، سڑک پر اِترا اِترا کر ناچ رہے تھے، تھرک رہے تھے، ڈھول تاشے بجا رہے تھے، نماز کا وقت ہے، مسجدوں میں نمازیں ہو رہی ہیں، اور یہ عاشقان رسول نعرے لگا رہے ہیں، ''علی کا دامن نہیں چھوڑیں گے'' ''غوث کا دامن نہیں چھوڑیں گے'' ''خواجہ کا دامن نہیں چھوڑیں گے'' ''آدھی روٹی کھائیں گے، اسلام کو بچائیں گے'' ''چوبیس نمبر ہائے ہائے'' انھیں نعروں کے شور وغل میں اسلام کو بچانے والے نمازوں کو برباد کر رہے تھے، نمازیوں کو پریشان کر رہے تھے، مسجدوں کی بے حرمتی کر رہے تھے، ٹریفک جام، راہ رَو پریشان، پولیس کا عملہ دم بخود، عام لوگ سراسیمہ، اور اسلام کے یہ نام لیوا بہادر اچھل اچھل کر ''نہیں چھوڑیں گے، نہیں چھوڑیں گے'' کے نعرے گونجا رہے تھے۔

ایک شخص بیٹھا سوچ رہا تھا کہ قرآن سے، احادیث رسول سے، تاریخ کے مطالعہ سے، اور اپنے اساتذہ کے ذریعے واسطہ در واسطہ رسول اللہ ﷺ سے، مذہب اسلام کی جو حقیقت اور صورت سمجھ میں آتی ہے وہ اس موجودہ تصویر سے کتنی مختلف ہے۔

دین اسلام ایک سنجیدہ اور دانشمندانہ مذہب ہے، جس میں اللہ کی عبادت کا وہ عمدہ ترین طریقہ ہے جس سے بہتر تو کیا، اس کے برابر بھی سوچا نہیں جا سکتا، اس میں معاملات کی دیانت اور صفائی ہے، اس میں اخلاق کی بلندی ہے، اس کی تعلیم یہ ہے کہ مسلمان کی ذات سے بجز اذن الٰہی کے کسی کو ذرا بھی ایذاء نہ پہونچے، اس مذہب میں لہو ولعب، خرافات، گانے بجانے، ناچنے تھرکنے، اچھلنے کودنے، اور لغویات کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اگر کسی کھیل کی اسلام نے اجازت دی ہے، تو اس میں بھی سنجیدگی اور مقصدیت کے پہلو کو برقرار رکھا ہے، اسلام ہر محل اور ہر زمان میں ایک نافع، بابرکت اور دل آویز دستورِ حیات ہے۔

سوچنے والا سوچے جا رہا تھا کہ یہ اسلام جو بمبئی کی سڑکوں پر نظر آ رہا ہے، یہ اسلام تو

نہ قرآن کے تیس پاروں میں نظر آتا ہے، نہ حدیث کے ذخیروں میں ملتا ہے، نہ ائمہ کرام کی مدون کردہ فقہ میں ملتا ہے، نہ تاریخ اسلام کے صفحات میں ملتا ہے، یہ کون سا اسلام ہے جس کو یہ جیالے بچانے چلے ہیں، نہ جانے علی کا، غوث کا، اور خواجہ کا کون سا دامن ہے جسے یہ بہادر نہیں چھوڑیں گے۔ علی کا دامن ان کے ہاتھ میں ہوتا، تو یہ دن کو میدان جہاد میں صف آرا ہوتے، اور رات کو مصلوں پر مصروفِ مناجات ہوتے، غوث اور خواجہ کا دامن ہاتھ میں ہوتا، تو یہ مسجدوں اور خانقاہوں میں نظر آتے، لیکن یہ تو سڑک پر اچھل کود رہے ہیں، راستہ بند کئے ہوئے ہیں، عوام الناس کو تنگی میں ڈال رہے ہیں، وہ اسلام جسے رسول اللہ ﷺ نے پیش کیا ہے، جس کی تکمیل آپ کی حیات مبارکہ میں ہی کر دی گئی تھی، جس میں اب کسی اضافہ وترمیم کی گنجائش ہے، اس کے دائرے میں یہ جلوس، جلوس کے یہ نعرے، یہ ہڑ بونگ، اور ہڑ بونگ کے یہ وحشت ناک تماشے تو قطعاً نہیں ہیں۔

پھر اسے کیا کہا جائے، یہ اسلام تو ہے نہیں، اور اگر کسی کو اصرار ہو کہ یہ اسلام ہے، تو یقیناً نیا اسلام ہے، وہ اسلام نہیں ہے جس کی تعلیم حضور اکرم ﷺ نے دی ہے، جس کو مان کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم علم وعمل اور تقویٰ وتدین کی بلندیوں سے سرفراز ہوئے تھے، جس کے پیرو تابعین، ائمہ اور تمام علمائے دین تھے، جس پر عمل پیرا ہونے والے حضرت سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی تھے۔ (علیہم الرحمہ)



ہر مسلمان جانتا ہے کہ کبریائی اور بڑائی اللہ ہی کے لئے ہے، وہی سب کا حاجت روا اور مشکل کشا ہے، ساری کائنات کا بلا شرکت غیرے اکیلا مالک ومدبر ہے، وہی خالق ہے، وہی صاحب تصرف ہے، اسی کا حکم پورے نظام عالم میں نافذ ہے، اس کے ساتھ کسی تصرف میں کوئی شریک نہیں ہے، معبود وہی ہے، باقی سب محتاج اور غلام ہیں، وہ موت وحیات کا مالک ہے۔ تمام امور اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں، اس کے اذن کے بغیر ایک پتہ بھی ہل نہیں سکتا، اور ہر مسلمان یہ بھی جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا حاصل کرنے کا

واحد ذریعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قدم بہ قدم پیروی کی جائے، اگر کسی نے ان کا راستہ ذرا بھی چھوڑا، تو وہ جہاں بھی پہونچے، مگر اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کو نہیں پہونچ سکتا، معیار وہی ہیں، انھیں کی پیروی کرنے سے مرتبہ ملا، جس کو ملا۔ یہ بزرگانِ دین اور مشائخ کبار جن کی ولایت کی دنیا معترف ہے، انھیں یہ ولایت حضور اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چل کر ہی ملی ہے، ان کا اصل کمال اتباع واطاعت ہی میں مضمر ہے۔

لیکن اب دیکھئے کہ رسول اللہ اور اولیاء کرام ہی کا نام لے لے کر امت کن خرافات میں مبتلا ہوگئی ہے، دین کی اصل حقیقت رسوم ومظاہر میں گم ہوگئی ہے، فرائض سے کوئی واسطہ نہیں۔

سنتوں کا نور زندگیوں سے غائب ہے، حرام وحلال کی تمیز باقی نہیں رہی، مگر بزرگوں کا نام بیچ میں لاکر لوگوں نے توحید کی جگہ شرک کو، سنت کی جگہ بدعت کو جاری کررکھا ہے، عید میلادالنبی ہو، یا گیارہویں شریف، شب معراج ہو یا یوم عاشورا، خواجہ اجمیری کی زیارت ہو یا کچھوچھہ کا مزار، اوراس کے علاوہ ہندوستان بھر میں پھیلے ہوئے مزارات، ہر موقع اور ہر جگہ پر دیکھ لیجئے کہ انھیں بزرگوں کا نام لے لے کر اور انھیں کی عقیدت ومحبت کا نعرہ لگا لگا کر کن کن خرافات کے مرتکب اسی اسلام کے نام لیوا ہوتے ہیں، جس کو جناب نبی کریم ﷺ لائے تھے، جس اسلام نے شرک کو اور شرک کے آثار کو یکسر ختم کردیا تھا، اب اسی اسلام کا دم بھرنے والے گلے گلے تک شرک میں ڈوبے ہوئے ہیں، لیکن پھر بھی مسلمان ہیں۔

پھر اتنے ہی پر بس نہیں، اسلام جو ایک نہایت سنجیدہ دین تھا، اس کے ماننے والے اسی کے نام پر خرافات کو ایجاد کرکے سڑک پر لے آئے، بازار میں لے آئے، ڈھول اور طبل کے ساتھ لے آئے، دنیا سمجھتی ہے کہ یہی اسلام ہے، حالانکہ اسے اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، لوگ سمجھتے ہیں کہ ایسے ہی مسلمان ہوتے ہیں، اور مسلمان یہی سب کرتے ہیں، حالانکہ یہ اعمال مسلمانوں کے نہیں ہیں۔

یہ شور یہ ہنگامے شرعی اعتبار سے تو غلط در غلط ہیں ہی، خاص ہندوستان کے ماحول

ومزاج کے اعتبار سے ان کی صورت حال مزید سنگین ہے، ان مجمعوں میں کیسے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں، سب جانتے ہیں، کبھی کبھی یہ لاخیرے اوراوباش نوجوان وہ حرکتیں کرجاتے ہیں جن کاخمیازہ پوری قوم کوبھگتناپڑتاہے،کوئی شرارت کردی، اورفساد پھوٹ پڑا، پھرجان ومال اور جائدادواملاک کا ناقابل تلافی نقصان ہوتا ہے۔

یہ تجربہ بار بار ہوا ہے، اور ہوتا ہے، مگرآنکھیں نہیں کھلتیں، کاش اس پر وہ لوگ بھی غور کرتے، جوخودکوعلماء کی صف میں رکھتے ہیں، اور وہ ان خرافات کی سرپرستی کرتے ہیں، انھیں عظمتِ رسول اورعقیدتِ اولیاء کی سندعطافرماتے ہیں، حالانکہ وہ جانتے ہیں، یہ نہ رسول کی تعظیم ہے اوراولیاء کی عقیدت ہے، بلکہ یہ صرف نفس کی خواہشات کے کرشمے ہیں۔

شرکت وبدعات کی ان خرافات نے امت کو بے حدوحساب مصائب میں مبتلا کررکھاہے، ان کااحتساب اخلاص کے ساتھ کیاجاناچاہئے۔ یہ تمام علماء کی ذمہ داری ہے، جس کاجتنادائرہ ہو،اس میں جدوجہد کرنااس کافریضہ ہے۔ **اَللّٰھم وفقنا لماتحب وترضیٰ من القول والعمل والفعل والنیة والھدیٰ إنک علیٰ کل شئ قدیر۔**

(جلدنمبر:۷،شمارہ نمبر:۲۔ربیع الثانی تاجمادی الثانی ۱۴۱۹ھ/اگست تااکتوبر ۱۹۹۸ء)

ماہنامہ ضیاءالاسلام فروری ۲۰۱۰ء

☆☆☆☆☆